44633 - قئ سے وضوء نہیں ٹوٹتا

سوال

کیا قئ کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ قئ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، ان میں امام ابو حنیفہ، اورامام احمد شامل ہیں، لیکن امام احمد نے شرط لگائی ہے کہ جب قئ بہت زیادہ ہو تو پھر وضوء ٹوٹتا ہے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قئ سے وضوء نہیں ٹوٹتا، اور یہی صحیح ہے، کیونکہ قئ سے وضوء ٹوٹنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے.

دیکھیں: المجموع (2 / 63 - 65) المغنی (1 / 248 - 250).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ:

کیا سبیلین (پیشاب اور پاخانہ والی جگہ) کے علاوہ کسی جگہ سے خارج ہونے والی اشیاء سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ؟

تو شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" سسبلین کے علاوہ کہیں سے خارج ہونے والی چیز سے وضوء نہیں ٹوٹتا چاہے وہ قلیل ہو یا کثیر، صرف پیشاب اور پاخانہ سے وضوء ٹوٹتا ہے؛ اس لیے کہ اصل میں وضوء نہیں موجود ہے، اس لیے جو اس کے خلاف دعوی کرتا ہے اسے اس کی دلیل دینی چاہیے، اور انسان کی طہارت شرعی دلیل کے مقتضی سے ثابت ہوئی ہے، اور جو چیز شرعی دلیل کے مقتضی سے ثابت ہو اسے ختم بھی شرعی دلیل کے ساتھ ہی کیا جاسکتا ہے.

اور جو کتاب و سنت میں پایا جاتا ہے ہم اس سے باہر نہیں جاسکتے کیونکہ ہمیں اللہ تعالی کی شریعت کو ماننے کے پابند ہیں نہ کہ اپنی خواہشات کے، لہذا ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اللہ کے بندوں پر وہ طہارت لازم کریں جو ان کے لیے واجب نہ ہو، اور نہ ہی ہم ان سے واجب طہارت کو ختم کر سکتے.

اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وارد ہے کہ آپ نے قئ کرنے کے بعد وضوء کیا.

تو ہم کہتے ہیں: اس حدیث کو اکثراہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ تو صرف فعل ہے اور صرف فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ یہ حکم سے خالی ہے، اور پھر یہ حدیث کے بھی خلاف ہے ۔ چاہے حدیث ضعیف ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگی لگوائی اور وضوء نہیں کیا، جو کہ اس کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قئ سے وضوء کرنا وجوب کے لیے نہیں.

اور راجح قول یہی ہے کہ بدن کے باقی حصہ سے خارج ہونے والی چیز چاہے قلیل ہو یا کثیر چاہے وہ قئ ہو یا لعاب یا خون یا زخموں کا پانی یا کوئی اور چیز اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا، مگر پیشاب یا پاخانہ کے لیے جسم کے کسی اور حصہ میں سوراخ کر دیا جائے تو اس کے خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جائیگا " انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (11 / 198).

واللہ اعلم .